یہ زہر زہرِ محبت ہیں

قُرۃ العین خُرم ہاشمی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

قرۃ العین خرم ہاشمی

یہ رسم ہی سہی جاناں

"نمرہ میرا سوٹ استری کر دیا ہے؟" حمیدہ بیگم نے اپنے کمرے سے نکلتے ہوئے پوچھا تھا۔ نمرہ جو صبح سے ہی کچن میں گھسی ہوئی تھی اور تیزی سے ہاتھ چلا رہی تھی۔ کچن کے دروازے پہ آکر بولی تھی۔

"جی امی! رات کو ہی کر دیا تھا۔ الماری میں ہینگ ہے آپ چلیں، میں لے کر آتی ہوں۔" نمرہ نے سعادت مندی سے کہا تو حمیدہ بیگم سر ہلاتی واپس مڑ گئی تھیں۔ اتوار کا دن ہونے کے باوجود صبح سے بہت چہل پہل تھی گھر میں۔ وجہ تھی کھیر پکوائی کی رسم!

نمرہ کی شادی کو پندرہ دن گزر چکے تھے۔ ویسے تو وہ شادی کے دوسرے دن سے ہی حمیدہ بیگم کے ساتھ مختلف کاموں میں ہاتھ بٹانے کی غرض سے لگی رہتی تھی، کیوں کہ بڑا بیٹا قاسم اور اس کی بیوی عارفہ، اپنی شادی کے تین سال بعد ہی الگ ہو گئے تھے۔ حمیدہ بیگم اور عارفہ میں آئے روز ان بن رہتی تھی۔ ساس، بہو کے روایتی جھگڑوں سے گھر کا سکون تباہ ہو کر رہ گیا تھا۔ دونوں شادی شدہ بہنوں کو بلوا کر ہر روز عدالت لگتی۔ قاسم اور عارفہ کو برا بھلا کہا جاتا۔ ایسے میں سب سے چھوٹا نبیل جو ماں سے بہت قریب تھا، بہت جلتا کڑھتا تھا۔ اس کے نزدیک حمیدہ بیگم مظلوم اور عارفہ بھابھی ظالم تھیں۔

قاسم نے آئے روز کے جھگڑوں سے تنگ آکر اپنے آفس کے قریب کرائے پہ گھر لے لیا اور آفس دور ہونے کا بہانہ کر کے آرام سے الگ ہو گیا۔ حمیدہ بیگم کو بھی اپنی راجدھانی میں بہو کی مداخلت قطعی ناپسند تھی، اس لیے انہوں نے بھی وقتی دکھ کے بعد شکر کا کلمہ پڑھا تھا اور دونوں ماں بیٹا سکون سے رہنے لگے۔ دونوں بیاہی بیٹیاں سبین اور شاہین اسی شہر میں ہونے کی وجہ سے آئے روز بچوں اور میاں سمیت آئی ہوتیں۔ حمیدہ بیگم کا دل بہت خوش اور مطمئن رہتا تھا۔

نبیل کے لیے لڑکی دیکھتے وقت بھی مختلف خدشے دل کو دہلاتے رہتے۔ نبیل ماں کا فرماں بردار اور لاڈلا تھا، مگر آنے والی کیسی ہوگی، اس بارے میں کچھ کہنا قبل از وقت تھا۔

نمرہ مکمل طور پر ان ماں بیٹیوں کی پسند تھی، سنجیدہ، بردبار اور خوش شکل نمرہ پہلی نظر میں ہی ان کے دل کو بھا گئی تھی اور شادی کے بعد گزرنے والے ہر دن نے ثابت کیا کہ ان کا فیصلہ کتنا درست تھا۔ عارفہ کی نسبت نمرہ تحمل اور برداشت والی تھی۔ ساس کو اکیلا دیکھ کر دوسرے دن سے ہی ہاتھ بٹانے والی عادت نے،

www.Paksociety.com
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

حمیدہ بیگم کو احساس دلا دیا تھا کہ وہ ذمہ دار طبیعت اور حساس دل کی مالک ہے۔ ورنہ آج کل کی لڑکیاں تو شادی کے سال بعد بھی بچی بنی پھرتی ہیں۔ نازو نخرے ہی کم نہیں ہوتے' مگر نمرہ نے اس سوچ کو بدل دیا تھا کہ آج کل کی لڑکی ہوتے ہوئے بھی وہ کافی سمجھ دار اور سگھڑ تھی۔

کھیر نمرہ نے رات کو ہی بنا کر فریج میں رکھ دی تھی اس کا مشورہ بھی حمیدہ بیگم نے دیا تھا۔ کیوں کہ اگلے دن کاموں کی بہت لمبی فہرست' نمرہ کو اکیلے ہی نپٹانی تھی۔ صبح اٹھتے ہی حمیدہ بیگم اور نبیل کو ناشتا کروا کر نمرہ کچن میں گھس کر دوپہر کے کھانے کی تیاری میں لگ گئی۔ مہمانوں کے آتے ہی خاطر تواضع کا سلسلہ شروع ہو جانا تھا۔

کام کرنے والی بانو بھی نمرہ کی ہدایت کے مطابق صبح جلدی آکر صفائی کرنے کے بعد' کچن میں نمرہ کا ہاتھ بٹا رہی تھی۔ کچھ دیر میں ہی مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ سب سے پہلے قاسم بھائی اور عارفہ بھابھی بمع فیملی (تین بچوں کے) تشریف لائے۔ آتے ہی چائے کی فرمائش کردی۔ نمرہ نے خوش دلی سے سر ہلایا اور چائے بنا کر دیگر لوازمات ٹرالی میں سجائے اور سرو کرنے چل پڑی۔ اسی دوران دونوں نندیں بمع شوہر اور بچوں کے آگئیں۔ ان سب کو کولڈ ڈرنک سرو کر کے نمرہ کچن میں چلی گئی' تاکہ باقی رہ جانے والے کام مکمل کر سکے۔ حمیدہ بیگم صاف ستھرے جوڑے میں ملبوس اپنے تخت پہ شان سے براجمان' اپنے سب بچوں کو اکٹھا دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہی تھیں۔

ہنسی مذاق' باتوں کے ساتھ ساتھ بچوں کا شور شرابا اپنی جگہ تھا۔ نمرہ نے بانو کے ساتھ مل کر میز پہ برتن رکھے۔ اسی وقت نبیل کی خالہ اقبال بیگم بھی اپنی بہو فائقہ اور بیٹا شکیل کے ساتھ آگئیں۔ انہیں بھی حمیدہ بیگم نے بلایا تھا۔

کھانا بہت خوش گوار ماحول میں کھایا گیا۔ نمرہ کے ہاتھ میں بہت ذائقہ تھا۔ سب نے تعریف کی اور کھیر پکوائی کی رسم کی وجہ سے سب نے ہی کچھ نہ کچھ ضرور دیا۔ کھانے کے بعد مرد حضرات تو ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر ملکی و سیاسی صورت حال پر تبصرے کرنے لگے۔

اور باقی خواتین حمیدہ بیگم کے تخت کے پاس لاؤنج میں بیٹھ کر خوش گپیوں میں لگ گئیں۔ نمرہ نے سب کو چائے سرو کی۔ بانو کو برتن دھونے پہ لگا کر' اپنا کپ لے کر سب کے درمیان آبیٹھی۔ صبح سے صرف دو سلائس ہی کھائے ہوئے تھے اس نے مگر ابھی بھی تھکاوٹ کی وجہ سے اسے بھوک نہیں لگ رہی تھی۔ اسے دیکھ کر اقبال بیگم مسکرا کر بولیں۔

"ماشاء اللہ حمیدہ! تمہاری بہو بہت سگھڑ اور سلیقہ مند ہے۔ اتنے افراد کو دیکھ کر بھی گھبرائی نہیں پھرتی سے سب کام مکمل کیے۔"

اپنی تعریف پہ نمرہ جھینپ سی گئی۔ سسرال میں سب لڑکیاں ہی کام کرتی ہیں اور کرنا بھی پڑتا ہے' مگر بہو کے کام کو سراہنا یا تعریف کرنا بہت دل گردہ کا کام ہے۔

"یہ تو ٹھیک کہا آپ نے! نمرہ بہت ذمہ دار ہے۔" حمیدہ بیگم نے طنزیہ نظروں سے عارفہ کی طرف دیکھ کر کہا تھا جو "اونہہ" کہہ کر منہ پھیر گئی تھی۔

"چلو! پھر آج سے طے ہوا کہ اب تم اس تخت پہ بیٹھ کر صرف آرام کرو گی اور نمرہ سارا گھر سنبھالے گی۔"

اقبال بیگم نے ہنستے ہوئے کہا تو ایک لمحے کے لیے حمیدہ بیگم چپ ہو گئیں جیسے انہیں یہ بات پسند نہ آئی ہو۔ اسی وقت بڑی بیٹی سبین بھی بولی تھی۔

"ہاں امی! خالہ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ ساری زندگی ہم نے آپ کو بہت محنت اور مشقت کرتے ہوئے دیکھا۔ ابو کے مرنے کے بعد بھی جس طرح آپ نے اپنی فہم و فراست سے وقت گزارا' وہ قابل تعریف ہے۔ ہماری بہت بڑی خواہش تھی کہ آپ کا بڑھاپا سکون اور آرام سے گزرے اور اب اگر اللہ نے یہ موقع دیا ہے تو آپ کفران نعمت مت کریں۔"

سبین نے نم آنکھوں کے ساتھ جذباتی تقریر کر کے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سب کو آبدیدہ کردیا تھا۔ شاہین بھی بہن کی ہاں میں ہاں ملانے لگی اور تو اور نبیل نے بھی پاس سے گزرتے سبین کی جذباتی تقریر سے متاثر ہو کر ماں کے گھٹنے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے فیصلہ سنایا تھا۔

"امی بس بہت ہوگیا! اب آپ صرف حکم چلائیں گی تخت پہ بیٹھ کر اور ہم سب تعمیل کریں گے۔ ہم نے بھی اپنا فرض ادا کرنا ہے کیوں نمرہ؟"

نبیل نے حیران بیٹھی نمرہ سے سخت لہجہ میں پوچھا تو وہ سب کی نظریں خود پہ مرکوز دیکھ کر گڑبڑا کر اثبات میں سر ہلانے لگی تھی۔ حمیدہ بیگم پچاس کے پیٹے میں ہونے کے باوجود جسمانی طور پر فٹ تھیں مگر اتنی ہمدردی اور محبت و فکر پا کر ان کا دل قائل ہوگیا اور انہیں سچ میں احساس ہوا کہ وہ بہت تھک گئی ہیں اپنی راجدھانی چھوڑنا دل گردے کا کام تھا' مگر دل پہ پتھر رکھ کر حمیدہ بیگم نے یہ کام بھی کیا اور سب کچھ نمرہ پر چھوڑ کر فراغت کے مزے لینے لگیں۔

☼ ☼ ☼

"اعجاز! یہ کب لی؟"

حمنہ نے پورچ میں کھڑی بچوں کی خوب صورت اسپورٹس بائیک کھڑی دیکھی تو حیرت سے چیخ پڑی' جبکہ اعجاز نے قہقہہ مارا اور دس سالہ علی کو گود میں اٹھا کر بے تحاشا پیار کیا۔

"علی کے لیے میں نے خاص لندن سے آرڈر پہ منگوائی ہے۔" علی حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ بائیک پہ ہاتھ پھیر کر دیکھ رہا تھا۔

"اعجاز! وہ سب تو ٹھیک ہے' مگر یہ بہت مہنگی ہوگی اور ابھی آپ کا بزنس بھی خسارے میں جارہا ہے تو۔۔۔" حمنہ نے متذبذب لہجے میں کہا۔

"اف حمنہ! میرے بیٹے کی خوشی خراب مت کرو۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ میرا بیٹا کسی چیز کی فرمائش کرے اور میں پوری نہ کروں' میں کماتا کس کے لیے ہوں! اگر میرا بیٹا ہی چھوٹی چھوٹی خواہشوں کے لیے ترسے!"

اعجاز نے حمنہ کو ٹوکتے ہوئے کہا تھا تو حمنہ کچھ کہتے کہتے رک سی گئی۔ بچے کی خواہشات پانی کے بلبلے کی طرح بنتی اور ختم ہوجاتی ہیں۔ نہ ان کی خواہشات کی کوئی حد ہوتی ہے اور نہ فرمائشوں کی مگر سمجھ دار والدین' بچپن سے ہی بچوں کو اپنی چادر کے مطابق پاؤں پھیلانے کا سلیقہ سکھاتے ہیں۔ بے جا لاڈ' بے جا توقعات کو جنم دیتا ہے۔

کچھ دن پہلے ٹی وی میں اسپورٹس بائیک دیکھ کر علی نے لینے کی ضد کی تھی اور اعجاز نے پوری بھی کردی تھی۔

بائیک پہ ہاتھ پھیرتا' خوشی سے کھلکھلاتا علی سوچ رہا تھا کہ "میں بہت خاص ہوں اور میرے بابا ہمیشہ میری ہر خواہش کو پورا کریں گے۔" اس کے معصوم ذہن نے امیدوں اور توقعات کے سب رشتے باپ سے جوڑ لیے تھے' مگر رشتے صرف احساس اور محبت پہ بنتے ہیں۔

☼ ☼ ☼

کرنل امتیاز شیخ ساٹھ سال کے ہونے کے باوجود بہت چاق و چوبند تھے۔ دو سال پہلے بیوی کی وفات نے انہیں غم ضرور دیا تھا' مگر انہوں نے سمجھ داری سے خود کو تعمیری سرگرمیوں میں مصروف رکھا ہوا تھا۔ دن کو اپنے دوست کے پرائیویٹ کالج میں لیکچرز دیتے تھے۔ شام کو بھی اکثر اسٹوڈنٹ گھر آجاتے تھے۔ رات تک محفل جمتی تھی۔

کرنل امتیاز کے تین بیٹے تھے۔ دو اپنی فیملی کے ساتھ یوکے میں برسوں سے مقیم تھے اور چھٹیوں پہ گھر آتے تھے' جبکہ تیسرا بیٹا اپنے بیوی بچوں کے ساتھ کراچی میں مقیم تھا اور چھٹیوں میں لاہور کا چکر لگا لیتا تھا۔

گھر کی دیکھ بھال اور کھانا پکانے کے لیے دو میاں بیوی' اپنے بچوں کے ساتھ سرونٹ کوارٹر میں رہائش پذیر تھے۔

"بابا جان! آپ تو ہم سے بھی زیادہ مصروف رہتے ہیں' میں اور وقار کب سے آپ سے تفصیلی بات کرنا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

چاہ رہے تھے مگر آپ ملتے ہی نہیں۔"
کرنل امتیاز کو سونے سے پہلے بڑے بیٹے راحیل کا فون آیا تو وہ ہنس پڑے۔
"بس دن کیسے گزر جاتا ہے پتا ہی نہیں چلتا۔"
کرنل امتیاز نے اپنے دائیں طرف دیوار پہ لگی اپنے پیاروں کی تصویروں پہ نظر ڈالتے ہوئے کہا تھا۔
"بابا جان! ہم سب نے بہت غور و فکر کیا ہے! ایاز کی بھی یہ ہی خواہش ہے کہ اب آپ سب کام وغیرہ چھوڑ دیں اور گھر پہ بیٹھ کر مکمل آرام کریں۔ ہم ہمیشہ کی طرح آپ کو باقاعدگی سے پیسے بھیجتے رہیں گے۔"
راحیل نے اصل بات کی طرف آتے ہوئے کہا تو کرنل امتیاز گہری سانس لے کر رہ گئے۔
"وہی پرانا مطالبہ....!"
"بیٹا! تم سے کس نے کہا ہے کہ میں یہ سب پیسوں کے لیے کرتا ہوں۔ الحمدُ للہ میں نے اتنا کمایا اور جوڑا ہوا ہے کہ اپنا بڑھاپا بغیر کسی کی مدد کے آرام سے گزار سکتا ہوں، مگر بچے! ذہنی سکون، ان پیسوں میں نہیں ہوتا۔ یہ پیسہ میری تنہائی، میرا اکیلا پن نہیں بانٹتا ہے۔"
کرنل امتیاز نے نرم لہجے میں سمجھایا، مگر راحیل بضد تھا ساتھ ہی اس کی بیوی شہلا بھی۔
"بابا جان! لوگ ہمیں باتیں کرتے ہیں۔ سب پوچھتے ہیں کہ تم لوگ ان کو پیسے وغیرہ نہیں بھیجتے ہو اسی لیے وہ اس عمر میں بھی کام کر رہے ہیں، پلیز ہماری عزت کا ہی پاس رکھ لیں۔ دنیا اس بات کو نہیں سمجھتی ہے۔"
شہلا نے جھنجھلا کر اور آخر میں منت کرتے ہوئے کہا تھا۔ کرنل امتیاز اس وقت تو ٹال گئے، مگر آنے والے دنوں میں تینوں بیٹوں اور ان کی بیویوں نے ان کا پیچھا لے لیا تھا، بلکہ ایاز تو خاص دو دن کی چھٹی لے کر آ بھی گیا اپنے بیوی بچوں سمیت۔ بابا جان ان سب کے مسلسل اصرار اور دباؤ کے بعد بالآخر مان ہی گئے اور جاب چھوڑ دی۔ آہستہ آہستہ شام کو آنے والے اسٹوڈنٹ نے بھی آنا چھوڑ دیا، مگر تینوں بیٹوں کے ڈرافٹ بہت باقاعدگی سے وقت پہ ہر مہینے آجاتے تھے۔ لوگ حیرت سے دیکھتے، دعا کرتے تھے کہ اللہ سب کو ایسے ہی فرماں بردار اور فکر کرنے والے بیٹے دے۔

DOWNLOADED FROM
PAKSOCIETY.COM

☆ ☆

"بہو! کبھی دو گھڑی میرے پاس بھی بیٹھ جایا کرو۔ صبح سے اکیلی پڑے پڑے گھبرا جاتی ہوں۔"
حمیدہ بیگم نے چائے کا کپ رکھتی نمرہ سے کہا تھا جو بے زاری سے انہیں دیکھ کر رہ گئی تھی۔
"امی! بار بار تو آپ آواز دے کر بلا لیتی ہیں اور کیسے پاس بیٹھوں۔"
نمرہ کے جواب نے حمیدہ بیگم کو آگ لگا دی تھی۔
"میں کب تمہیں آواز دیتی ہوں۔ مرضی ہوتی ہے تو تم روٹی پانی دے جاتی ہو۔ سارا دن تو میں کمرے میں اکیلی پڑی دیواریں تکتی رہتی ہوں۔"
حمیدہ بیگم نے منہ بنا کر کہا تو اسی وقت چار سالہ زویا کے رونے کی آواز پہ نمرہ باہر نکل گئی، جبکہ حمیدہ بیگم منہ بناتے ہوئے چائے پینے لگی تھیں۔ پانچ سال گزر چکے تھے۔ پہلے پہل تو حمیدہ بیگم نے فراغت کے خوب مزے لیے۔ اگر کبھی وہ نمرہ کی مدد کے خیال سے سبزی بنانے لگتیں تو یا تو نبیل غصے ہوتا یا پھر فون پہ بیٹیاں بولنا شروع کر دیتی تھیں۔ آہستہ آہستہ حمیدہ بیگم گھر سے بالکل لاتعلق ہو کر رہ گئیں۔ نمرہ کے جڑواں بچے ہوئے تھے۔ احمد اور زویا جو بہت ذہین اور شرارتی تھے۔ حمیدہ بیگم چھوٹی چھوٹی بات پہ بھی نمرہ کو آواز دے دیتی تھیں کہ نمرہ اکثر چڑ جاتی کہ اتنا سا کام تو بندہ خود بھی کر لیتا ہے مگر بولنے کی ہمت نہیں تھی۔ بچوں کے آنے سے مصروفیت کئی گنا بڑھ گئی تھی۔

حمیدہ بیگم تنہائی اور اکیلے پن سے گھبرا کر دن بہ دن چڑچڑی اور بدمزاج ہو گئی تھیں۔ فارغ رہ رہ کر ان کا دماغ عجیب سی منفی سوچوں میں الجھا رہتا اور اکثر اسے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں بیٹیوں اور دونوں بیٹوں کی بھی شامت آجاتی تھی جو ماں کی بدمزاجی کی وجہ سے دور دور رہنے لگے تھے۔ احمد اور زویا شرارتی بہت تھے' اور حمیدہ بیگم بہت جلد اکتا جاتی تھیں۔

اب حمیدہ بیگم' نبیل سے بھی الجھنے لگیں جو رات دن' محنت و مشقت کر کے کماتا تاکہ گھر والوں کو سکون اور آرام مہیا کر سکے' مگر ماں کے شکوے اور ناراضی اس کی سمجھ سے باہر تھے۔ اس لیے (وہ کوئی بے ادبی نہ کر بیٹھے) ماں کے پاس بہت تھوڑی دیر بیٹھتا اور اٹھ جاتا۔

فارغ بیٹھ بیٹھ کر حمیدہ بیگم کا وزن بڑھ گیا اور جوڑوں میں درد و تکلیف کی شکایت رہنے لگی۔ ڈاکٹرز واک کرنے کا کہتے' مگر اپنی سہل پسندی کی وجہ سے وہ نظرانداز کر جاتی تھیں۔

ان کے کمرے میں نبیل نے ہر نعمت' ہر چیز رکھ دی تھی کہ ماں کو کوئی تنگی نہ ہو۔ رہی سہی کسر کیبل پہ آنے والے انڈین سوپ سیریل نے پوری کر دی تھی۔

نمرہ اکثر چڑ جاتی تھی کہ دادی کے پاس جا کر بچے بھی ان فضول ڈراموں سے بہت کچھ سیکھنے لگے تھے۔ اس کا یہ حل نکلا کہ بچوں کا وہاں داخلہ ہی ایک طرح سے ممنوع ہو گیا۔

اب اکثر حمیدہ بیگم سوچتیں کہ اس آرام سے بستر تو وہ محنت تھی' جب وہ اپنے ہاتھ' پاؤں کو مصروف رکھتی تھیں۔ محتاجی معذوری میں ہو یا محبت میں' بہت ذلیل و خوار کرواتی ہے اور کبھی بھی ذہنی سکون اور اطمینان نہیں دیتی ہے۔

دوسری طرف نبیل آئے روز بہنوں کو فون کر کے اپنے دکھڑے روتا تھا کہ ماں کی اتنی خدمت کرنے کے باوجود وہ خوش نہیں رہتی ہیں۔ ہر وقت لڑتی جھگڑتی اور شکوے کرتی رہتی ہیں۔ نہ خود خوش ہوتی ہیں اور نہ کسی اور کو خوش رہنے دیتی ہیں۔

جبکہ حمیدہ بیگم کی بیٹیوں کو یہ شکوہ تھا کہ نبیل بیوی کی خاطر بدل گیا ہے۔ نہ کچھ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور دونوں نے مل کر ماں کو تنہا اور اکیلا کر دیا ہے۔

☆ ☆ ☆

"مجھے نہیں پتا میں بھی اسی کالج میں داخلہ لوں گا جس میں میرے باقی دوست جائیں گے۔"

علی نے باپ کے سامنے حتمی لہجے میں کہا تھا۔

میٹرک میں اوسط نمبر لینے کے بعد وہ جس کالج میں داخلہ لینا چاہتا تھا وہاں اسے اچھی خاصی رشوت دینی پڑتی' مگر وہ شہر کا بہترین کالج تھا اور ساری زندگی بہترین سے بہترین چیز لینے والا علی' کسی بھی عام چیز پہ کیسے راضی ہو سکتا تھا۔

"دیکھو بیٹا! سارے حالات آپ کے سامنے ہیں۔ فی الحال تو یہ ممکن نہیں ہے' مگر میرا وعدہ رہا کہ ایف ایس سی کے بعد جس کالج میں کہو گے ایڈمیشن لے دوں گا ابھی میرا بزنس بہت خسارے میں جا رہا ہے کہ گھر چلانا مشکل ہے اور اتنی بڑی رقم۔۔۔"

اعجاز نے پریشانی سے پیشانی ملتے ہوئے کہا۔ حمنہ خاموشی سے باپ بیٹے کو سن رہی تھی۔

"پلیز پاپا! میرے ساتھ یہ ڈرامے مت کریں۔"

علی نے گستاخی سے کہا۔

"تمیز سے بات کرو علی! تمہارے پاپا ہیں۔" حمنہ نے اسے ڈانٹا تھا۔

"پلیز مما آپ تو رہنے ہی دیں! دنیا جہاں کے والدین اپنے بچوں کے لیے کیا کیا نہیں کرتے اور ایک یہ ہیں!"

علی نے تلخی سے کہا جبکہ اعجاز نے حیرت سے اپنے جوان ہوتے بیٹے کے لہجے میں اپنے لیے حقارت دیکھی تھی۔

"علی میرے بچے! بس کچھ مہینوں کی بات ہے پھر سب پہلے جیسا۔"

اعجاز نے نرمی سے اسے سمجھانا چاہا۔

"پاپا میں آپ کے مسئلوں کی وجہ سے اپنا مستقبل تو تاریک نہیں کر سکتا ہوں۔ اپنے دوستوں کو کیا بتاؤں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

www.Paksociety.com

گا؟ کہ میرے باپ کی اتنی اوقات ہی نہیں ہے کہ کالج میں داخلہ لے کر دے سکے؟۔ کیا ہی کیا ہے آپ نے آج تک میرے لیے؟ اور آج جب کچھ کرنے کا وقت آرہا ہے تو آپ کے بہانے! مائی فٹ!"

علی نے غصے سے سامنے پڑی میز کو ٹھوکر ماری تھی اور کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

"تم نے دیکھا؟ اس نے کس لہجے میں بات کی مجھ سے؟"

اعجاز نے صدمے سے چُور کانپتی ہوئی آواز میں کہا تھا۔ حمنہ نے بھیگی آنکھوں کے ساتھ اپنے مجازی خدا کی طرف دیکھا تھا۔

"وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کے لیے کیا کیا ہے؟ تم بتاؤ! تم تو گواہ ہو اس کے شب و روز کی کیا کوئی ایسا لمحہ یا دن جب اس کے منہ سے نکلی خواہش کو بغیر پورے کیا گزارا ہو؟ علی! میرا بیٹا! میرا مان۔۔۔ یہ تربیت تو نہیں کی تھی میں نے اس کی۔"

اعجاز مرد ہو کر رو پڑا تھا۔ ساری زندگی کی کمائی کھوٹے سکوں میں بدل جائے تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ زندگی کریلے کے پانی جیسی کڑوی اور ناقابل برداشت لگنے لگتی ہے۔

"ہماری تربیت یہ ہی تو تھی! صرف لینا ہی لینا! ہم نے کب اسے رشتوں کی اہمیت سکھائی تھی؟ ہم نے صرف خواہشوں کی دوڑ میں بھاگنا سکھایا تھا۔ آپ کو تو خوش ہونا چاہیے نا! جو سکھایا' جو سمجھایا' اس نے فرماں بردار بچوں کی طرح اسی پہ عمل کیا اور وہ ہی لوٹایا؟ پھر ملال کیسا۔۔۔؟"

حمنہ کی آواز میں کنکریاں تھیں۔ کنکریوں کی بوچھاڑ تھی' مگر کیوں' کب اور کیسے؟ جیسے سوالوں کے درمیان اسے ساری زندگی بھٹکنا تھا' مگر محبت کے زہر کا اثر جس کی رگوں میں پھیل کر اسے نیلا کر چکا تھا اس کا تریاق' کسی کے پاس نہیں تھا۔

"محمد بخش! ڈاکٹر آیا تھا؟ کیا کہہ رہا تھا اب بابا جان کیسے ہیں؟ دیکھو انہیں کسی چیز کی کمی نہ ہو' وقت پر کھانا اور دوائی دے دینا۔ ہم کوشش کریں گے کہ جلد پاکستان کا چکر لگائیں' مگر اس بار ممکن نہیں ہے۔"

محمد بخش روز کے کتنے ہی فون وقار اور راحیل کے اٹینڈ کرتا تھا۔ ایاز بھی بلاناغہ باپ کی خبر لیتا رہتا تھا۔

کرنل امتیاز شیخ جن کی ساری زندگی محترک گزری تھی۔ بیٹوں کی مان کر' ان کی ضد پہ مجبور ہو کر فراغت میں وقت گزارنے لگے' مگر پانی ساکن ہو جائے تو کائی لگ جاتی ہے۔ یہی ان کے ساتھ ہوا۔ آہستہ آہستہ تنہائی کے زہریلے ناگ نے ڈسنا شروع کیا۔ پہلے کرنل امتیاز' گھر' برآمدے میں قید ہوئے' پھر آہستہ آہستہ' خاموشی بڑھنے لگی اور وہ گم صم سے رہنے لگے۔ وہ اکثر سوچتے کہ بیٹوں کی بات مان کر غلطی کی ہے۔ صحت اور تندرستی حرکت میں تھی اور حرکت میں ہی برکت ہوتی ہے۔

مگر تنہائی کا زہر ایسا پھیلا کہ کرنل امتیاز ذہنی دباؤ کا شکار ہو کر بستر سے لگ گئے۔ بائیں طرف فالج نے حملہ کیا اور معذوری ان کا مقدر بن گئی۔ ان کے تینوں بیٹے ہر چیز کا خیال رکھتے تھے۔ محمد بخش سے ایک ایک لمحے کی رپورٹ لیتے تھے' مگر وہ اپنے باپ کو وہ نہ دے سکے جو اس کا حق تھا۔ جیسے بچپن میں ماں باپ' بچے کی جسمانی ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ محبت' شفقت کا رشتہ بھی رکھتے ہیں اور وہ ہی بچے بڑے ہو کر صرف پیسے کو ہی ماں باپ کی ضرورت سمجھتے ہیں۔

مگر نجانے کیوں ہمارے معاشرے کا یہ المیہ ہے کہ ہم اچھے بھلے کار آمد ذہنوں اور جسموں کو بڑھاپے کا لیبل لگا کر' فراغت اور تنہائی کے قید خانے میں ڈال کر ناکارہ بنا دیتے ہیں۔

ایسی ہی مثالوں سے بھرا ہمارا معاشرہ' جہاں ہم قدم قدم پہ رشتوں کو بے جا محبتوں کا زہر پلا کر نیلا کر دیتے ہیں اور یہ زہر زہر محبتیں جو نہ جینے دیتی ہیں اور نہ مرنے۔۔۔!

آپ بھی اپنے آس پاس ذرا غور سے دیکھیں! کہیں آپ بھی تو ایسی ہی کسی "زہریلی محبت" میں حصہ دار تو نہیں بن رہے۔۔۔؟

DOWNLOADED FROM PAKSOCIETY.COM

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY